۳ عشقِ حقیقی

نواب مرزا شوقؔ لکھنوی

پیش درس

کہانیاں کہنا سننا انسانی فطرت ہے۔ کہانی نثر میں بھی ہوتی ہے اور نظم میں بھی۔ دنیا بھر میں منظوم کہانیاں سننے سنانے کا رواج ہر زمانے میں پایا جاتا رہا ہے۔ اُردو شاعری میں مثنوی ایک ایسی صنف ہے جس میں کوئی قصہ بیان کیا جاتا ہے اور اخلاق و نصیحت کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں۔ مثنوی کے قصوں میں دیوؤں، پریوں کے تخیلی واقعات، بادشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کی محبت اور نفرت کے قصے، جادوئی چیزوں اور عجیب وغریب جانوروں وغیرہ کی تلاش کے حالات بیان کیے جاتے ہیں۔ میر حسنؔ کی مثنوی 'سحر البیان' اور دیاشنکر نسیمؔ کی مثنوی 'گلزارِ نسیم' ایسی ہی مشہور مثنویاں ہیں۔ ان کے علاوہ نواب مرزا شوقؔ کی مثنویاں 'فریبِ عشق'، 'بہارِ عشق' اور 'زہرِ عشق' بھی اُردو شاعری کا بڑا سرمایہ سمجھی جاتی ہیں۔

مثنوی میں اکثر کچھ کرداروں کے عشق و محبت کے حوالوں سے شاعر تصوف کے مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مثنوی 'بہارِ عشق' میں شاعر نے خود اپنے حالات نظم کیے ہیں۔ 'عشقِ حقیقی' کے عنوان سے مثنوی کے آخر میں جو اشعار شاعر نے سنائے ہیں، ان میں دنیا کے عیش کو ترک کر کے آخرت کی لذتوں کو حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ تجھے عشق کرنا ہے تو خدا سے کر مگر اس سے پہلے شاعر کا خیال ہے کہ انسان کو انسان سے عشق کرنا چاہیے۔ یہ انسان دوستی کا پیغام دیتا ہے۔ اس نظم میں حقیقت اور مجاز، فنا اور بقا، اوّل اور آخر، وصل اور جدائی جیسے تضادات سے شاعر نے بڑی حکمت اور عقل کی باتیں کی ہیں۔

عشق ایک والہانہ جذبہ ہے جس کا مفہوم کسی سے بہت زیادہ محبت کرنا سمجھا جاتا ہے۔ کہانیوں، مثنویوں میں انسانی عشق کی دیگر مثالیں مجنوں، فرہاد، رانجھا وغیرہ کے عشق سے دی جاتی ہیں جو انھیں لیلیٰ، شیریں اور ہیر سے تھا۔ شاعری میں اکثر ایسے عشق کو مجازی عشق کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی محبت کے جذبے کی نسبت اللہ کی ذات سے ہو جائے تو اسے عشقِ حقیقی کہتے ہیں۔ شوقؔ کی مثنوی 'بہارِ عشق' میں مجازی عشق کی انسانی نفسیات کی طرف اشارہ ملتا ہے جسے وہ مثنوی کے خاتمے پر عشقِ حقیقی میں بدلنے کی خواہش کرتے ہیں۔

جان پہچان

شوقؔ لکھنوی کا نام حکیم تصدق حسین خان ہے۔ ان کی عرفیت نواب مرزا اور تخلص شوقؔ ہے۔ ان کی پیدائش ۶؍ جنوری ۱۷۸۲ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ حکمت اور طبابت ان کا آبائی پیشہ تھا۔ انھوں نے واجد علی شاہ کے عہدِ حکومت میں شاہی طبیب کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مکمل کرنے کے بعد ذاتی شوق اور اساتذہ کی صحبت میں رہ کر انھوں نے مختلف علوم میں مہارت حاصل کی۔ اس وقت کے لکھنؤ کے شعری ماحول سے متاثر ہو کر وہ شعر گوئی کی طرف مائل ہوئے اور خواجہ حیدر علی آتشؔ کی شاگردی اختیار کی۔ ابتدائی دور میں انھوں نے غزل میں طبع آزمائی کی مگر بہت جلد مثنوی کی طرف رجوع ہوئے اور اسی صنف میں کمال حاصل کیا۔ انھوں نے 'فریبِ عشق'، 'بہارِ عشق' اور 'زہرِ عشق' جیسی معرکہ آرا مثنویاں تصنیف کیں۔ ان کی ہر مثنوی سیکڑوں اشعار پر مشتمل ہے۔ روزمرہ اور محاوروں کی صفائی، قافیوں کی نشست، ترکیبوں کی چستی اور مصرعوں کی برجستگی کے لحاظ سے یہ مثنویاں خاصی اہمیت کی حامل ہیں۔ مرزا شوقؔ لکھنوی نے ۳۰؍ جون ۱۸۷۱ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔

اب سنیں صاحبانِ عقل و شعور
ہے یہ دنیا تمام مکر اور زوٗر

شہد ظاہر میں ، زہر اندر ہے
جس قدر اِس سے بھاگے ، بہتر ہے

صاحبِ عقل کو نہیں ہے زیب
کہ اُٹھائے جہاں میں رہ کے فریب

سب یہ دنیا ، سرائے فانی ہے
عشقِ معبود جاودانی ہے

کہتے ہیں صوفیانِ صافی دل
کہ ہے عشقِ خدا بہت مشکل

کوئی اُلفت نہ بے وفا سے کرے
عشق کرنا ہو تو خدا سے کرے

چار دن کی یہ زندگانی ہے
جو ہے اِس کے سوا ، وہ فانی ہے

وہی اوّل میں ہے ، وہی آخر
وہی باطن میں ہے ، وہی ظاہر

کون سی جا ہے جس جگہ وہ نہیں
چاہیے ہے نگاہِ وحدت بیں

کرتے اِس واسطے ہیں عشقِ مجاز
تا حقیقت کا کچھ ہو ظاہر راز

منہ سے کہتا نہیں ، جو پاتا ہے
دل ہی اِس کا مزہ اُٹھاتا ہے

اس میں ہر اک کو امتیاز نہیں
منہ تلک آئے ، یہ وہ راز نہیں

لکھتے ہیں صوفیانِ با توقیر
عشقِ اللہ ہے عجب اِکسیر

جس کو اُس در تلک رسائی ہے
دین و دنیا کی بادشائی ہے

مثلِ سیماب دل کی ہے تاثیر
خاک ہو جاوے تب بنے اِکسیر

دنیا کہتے ہیں جس کو ، پردا ہے
باقی اللہ کے سوا کیا ہے

منکشِف اِس کی کیا حقیقت ہو
وہی دیکھے جسے بصیرت ہو

پردے اُٹھ جائیں جب جدائی کے
حال اُس دم کھلیں خدائی کے

معانی واشارات

صاحبانِ عقل وشعور - عقل مند لوگ
زوٗر - فریب
سرائے فانی - فنا ہونے والی جگہ مراد دنیا
جاودانی - ہمیشہ رہنے والا
صوفیانِ صافی دل - پاکیزہ دل صوفی
نگاہِ وحدت بیں - خدا کی یکتائی کو پہچاننے والی نگاہ
عشقِ مجاز - ظاہری چیزوں اور افراد سے محبت
صوفیانِ باتوقیر - بڑی عزت والے صوفی
اِکسیر - معمولی دھات کو سونا بنانے والی شے
منکشِف - ظاہر، عیاں

مشقی سرگرمیاں

❊ عشقِ معبود اور عشقِ اللہ سے متعلق اقوال خاکے میں لکھیے۔

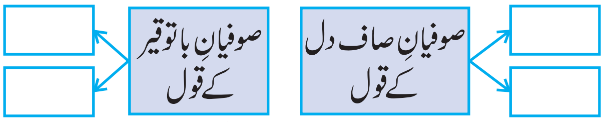

❊ ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ مثنوی کی تعریف لکھیے۔

۲۔ دنیا کو شاعر نے مکر وفریب کہا ہے، وجہ لکھیے۔

۳۔ مثنوی میں دنیا کے لیے استعمال کی گئی صفات کو ترتیب سے تحریر کیجیے۔

۴۔ صوفیانِ صافی کے عشقِ خدا سے متعلق خیالات کو قلم بند کیجیے۔

۵۔ شاعر کے مطابق خدائی کی حقیقت منکشف ہونے کا سبب بیان کیجیے۔

۶۔ عقل مندوں کے لیے شاعر کی نصیحت کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۷۔ ذیل کے لیے مترادف الفاظ نظم سے تلاش کرکے لکھیے۔

دوامی، توحید، عزّت، فریب

۸۔ دنیا سرائے فانی ہے اور عشقِ معبود جاودانی ہے۔ ان خیالات پر اپنی رائے کا اظہار کیجیے۔

۹۔ درج ذیل شعر کی روشنی میں زندگی کی حقیقتوں کو بیان کیجیے۔

چار دن کی یہ زندگانی ہے
جو ہے اُس کے سوا ، وہ فانی ہے

۱۰۔ درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔

(i) وہی اوّل میں ہے ، وہی آخر
وہی باطن میں ہے ، وہی ظاہر

(ii) پردے اُٹھ جائیں جب جدائی کے
حال اُس دم کھلیں خدائی کے

۱۱۔ صنعتِ تضاد کی تعریف لکھیے اور مثنوی سے صنعتِ تضاد کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔

۱۲۔ نظم کے مرکزی خیال پر روشنی ڈالیے۔

❊ خاکے میں مناسب الفاظ لکھیے۔

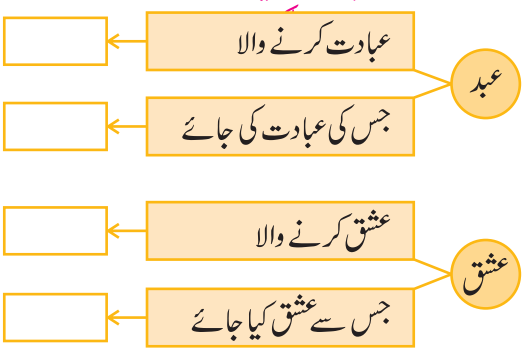

❊ نظم کی مدد سے خاکہ مکمل کیجیے۔

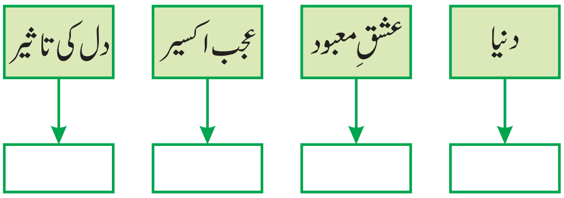

❊ مثنوی سے تشبیہ کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔

❊ لفظ 'صاحب' کا استعمال کرکے زیرِ اضافت والے چار الفاظ بنائیے۔

❊ نظم سے ایسے قافیے تلاش کرکے لکھیے جن میں حرف 'ی' استعمال ہوا ہے۔

سرگرمی/منصوبہ

پیش درس میں جن شعرا کی مثنویوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے کسی ایک مثنوی کے اقتباس پر منصوبہ تیار کیجیے۔